رخسانہ نگار عدنان

ایک تھی مثال

عدیل اور فوزیہ نسیم بیگم کے بچے ہیں۔ بشریٰ ان کی بہو ہے اور ذکیہ بیگم کی بیٹی ہے۔ عمران بشریٰ کا بھائی ہے۔ مثال، ذکیہ بیگم کی نواسی اور نسیم بیگم کی پوتی ہے۔ بشریٰ اور نسیم بیگم میں روایتی ساس بہو کا تعلق ہے۔ نسیم بیگم مصلحتاً بیٹا بہو سے لگاوٹ دکھاتی ہیں۔ دوسری طرف ذکیہ بیگم کا کہنا ہے۔ ان کی بیٹی بشریٰ کو سسرال میں بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پانچ سال کی مسلسل کوششوں کے بعد بشریٰ کی نند فوزیہ کا بالآخر ایک جگہ رشتہ طے پا جاتا ہے۔ نکاح والے روز بشریٰ دولہا ظہیر کو دیکھ کر چونک جاتی ہے۔

عدیل سے شادی سے قبل ظہیر کا بشریٰ کے لیے بھی رشتہ آیا تھا مگر بات نہ بن سکی تھی۔ نکاح والے دن فوزیہ کی ساس زاہدہ اور ذکیہ بیگم بھی ایک دوسرے کو پہچان لیتی ہیں۔ بشریٰ اپنی ماں سے یہ بات چھپانے کے لیے کہتی ہے مگر عدیل کو پتا چل جاتا ہے۔ وہ ناراض ہوتا ہے مگر فوزیہ اور نسیم بیگم کو بتانے سے منع کر دیتا ہے۔ بشریٰ اور عدیل ایک ہفتے کے لیے اسلام آباد جاتے ہیں۔ وہاں انہیں پتا چلتا ہے کہ بشریٰ کے ہاں سات سال بعد پھر خوش خبری ہے۔

عفان اور عاصمہ اپنے تین بچوں اور والد کے ساتھ کرائے کے گھر میں رہتے ہیں۔ عفان کے والد فاروق صاحب سرکاری نوکری سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ گریجویٹی اور گاؤں کی زمین فروخت کر کے وہ اپنا گھر خریدنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ڈیڑھ کروڑ میں زمین کا سودا کر کے وہ عفان کے ساتھ خوشی خوشی شہر آ رہے ہوتے ہیں کہ ڈکیتی کی واردات میں قتل ہو جاتے ہیں۔

عفان کے قریبی دوست زبیر کی مدد سے عاصمہ عفان کے آفس سے تین لاکھ روپے اور فاروق صاحب کی گریجویٹی سے سات لاکھ روپے وصول کر پاتی ہے۔ زبیر گھر خریدنے میں بھی عاصمہ کی مدد کر رہا ہے۔

اسلام آباد سے واپسی پر عدیل دونوں مقتولین کو دیکھتا ہے۔ زاہدہ، نسیم بیگم سے بیس لاکھ روپے سے مشروط فوزیہ کی
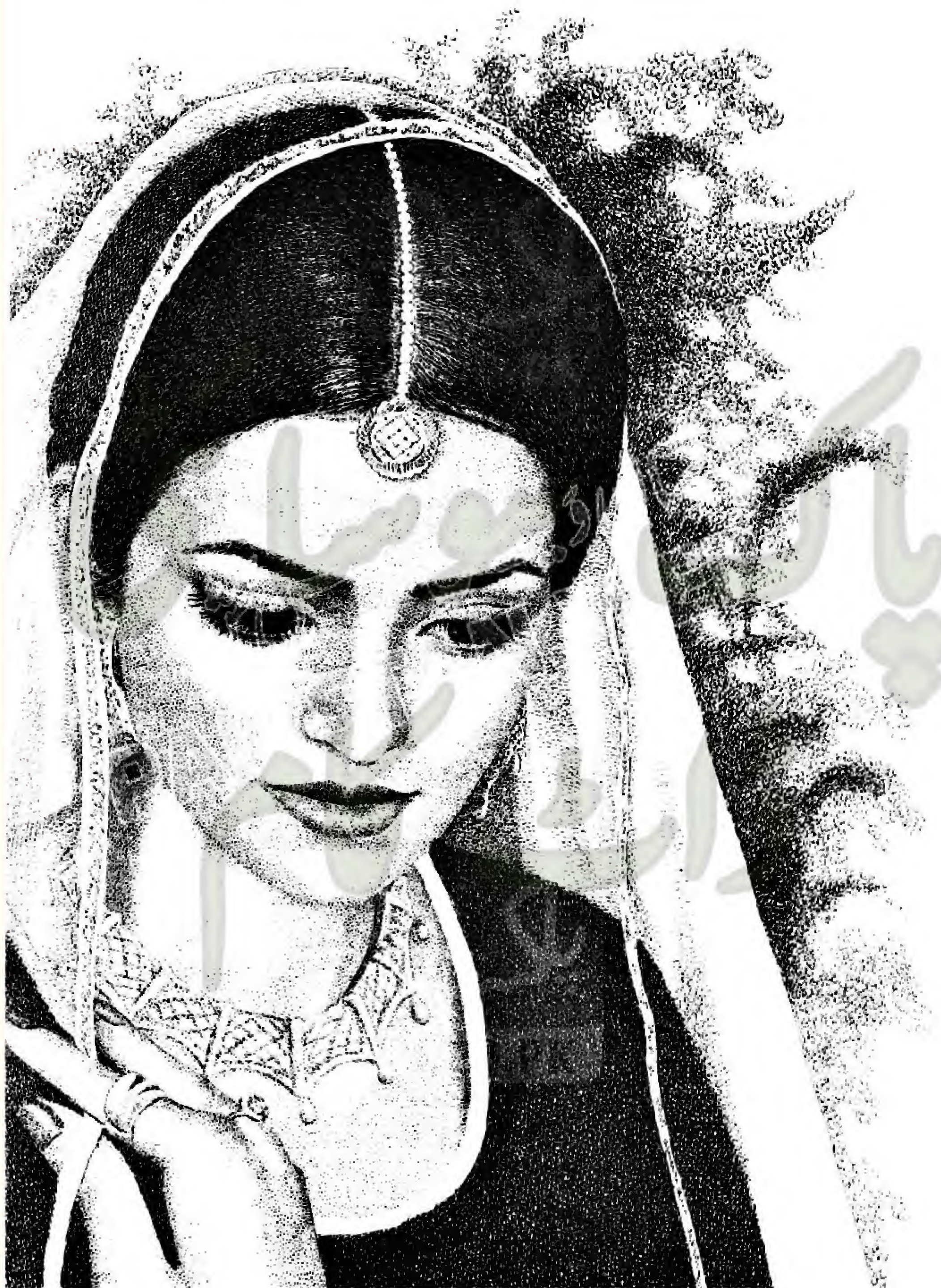
رخصتی کی بات کرتی ہیں۔ وہ سب پریشان ہوجاتے ہیں۔ عدیل 'بشریٰ سے ذکیہ بیگم سے تین لاکھ روپے لانے کو کہتا ہے۔

حمیدہ خالہ 'عاصمہ کو سمجھاتی ہیں کہ عدت میں زبیر کا اکیلے اس کے گھر آنا مناسب نہیں ہے۔ لوگ باتیں بنا رہے ہیں جبکہ عاصمہ کی مجبوری ہے کہ گھر میں کوئی مرد نہیں۔ اس کا بیٹا ابھی چھوٹا ہے اور سارے کام اس نے خود کرنے ہیں۔ وہ جلد از جلد اپنا گھر خریدنا چاہتی ہے۔ عاصمہ کے کہنے پر زبیر کسی مفتی سے فتویٰ لے کر آجاتا ہے کہ دوران عدت انتہائی ضرورت کے پیش نظر گھر سے نکل سکتی ہے بشرطیکہ مغرب سے پہلے واپس گھر آجائے 'سو وہ عاصمہ کو مکان دکھانے لے جاتا ہے۔ اور موقع سے فائدہ اٹھا کر اسے اپنی ہوس کا نشانہ بناتا ہے اور وہیں چھوڑ کر فرار ہوجاتا ہے۔

رقم مہیا نہ ہونے کی صورت میں فوزیہ کو طلاق ہوجاتی ہے۔ نسیم بیگم جذباتی ہو کر سو اور اس کے گھر والوں کو مورد الزام ٹھہرانے لگتی ہیں۔ اسی بات پر عدیل اور بشریٰ کے درمیان خوب جھگڑا ہوتا ہے۔ عدیل طیش میں بشریٰ کو دھکا دیتا ہے۔ اس کا ابارشن ہوجاتا ہے۔ عدیل شرمندہ ہو کر معافی مانگتا ہے مگر وہ ہنوز ناراض رہتی ہے اور اسپتال سے اپنی ماں کے گھر چلی جاتی ہے۔

اسی اسپتال میں عدیل عاصمہ کو دیکھتا ہے جسے بے ہوشی کی حالت میں لایا گیا ہوتا ہے۔ عاصمہ اپنے حالات سے تنگ آکر خودکشی کی کوشش کرتی ہے تاہم بچ جاتی ہے۔ نو سال بعد عاصمہ کا بھائی ہاشم پریشان ہو کر پاکستان آجاتا ہے۔ عاصمہ کے سارے معاملات دیکھتے ہوئے ہاشم کو پتا چلتا ہے کہ زبیر نے ہر جگہ فراڈ کر کے اس کے سارے راستے بند کردیے ہیں اور اب مفرور ہے۔ بہت کوششوں کے بعد ہاشم 'عاصمہ کو ایک مکان دلا پاتا ہے۔

بشریٰ اپنی واپسی الگ گھر سے مشروط کردیتی ہے۔ دوسری صورت میں وہ علیحدگی کے لیے تیار ہے۔ عدیل سخت پریشان ہے۔ عدیل مکان کا اوپر والا پورشن بشریٰ کے لیے سیٹ کروا دیتا ہے اور کچھ دنوں بعد بشریٰ کو مجبور کرتا ہے کہ وہ فوزیہ کے لیے عمران کا رشتہ لائے۔ نسیم بیگم اور عمران کسی طور نہیں مانتے۔ عدیل اپنی بات نہ مانے جانے پر بشریٰ سے جھگڑتا ہے۔ بشریٰ بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتی ہے۔ عدیل طیش میں بشریٰ کو طلاق دے دیتا ہے اور مثال کو چھین لیتا ہے۔ مثال بیمار پڑجاتی ہے۔ بشریٰ بھی حواس کھو دیتی ہے۔ عمران بہن کی حالت دیکھ کر مثال کو عدیل سے چھین کر لے آتا ہے۔ عدیل عمران پر اغوا کا پرچا کٹوا دیتا ہے۔

عاصمہ اسکول میں ملازمت کرلیتی ہے مگر گھریلو مسائل کی وجہ سے آئے دن چھٹیاں کرنے کی وجہ سے ملازمت چلی جاتی ہے۔ اچانک ہی فوزیہ کا کہیں رشتہ طے ہوجاتا ہے۔

انسپکٹر طارق دونوں فریقین کو سمجھا بجھا کر مصالحت پر آمادہ کرتے ہیں۔ ذکیہ بیگم کی خواہش ہے کہ عدیل 'مثال کو لے جائے' تاکہ وہ بشریٰ کی کہیں اور شادی کرسکیں۔ دوسری طرف نسیم بیگم بھی ایسا ہی سوچے بیٹھی ہیں۔ فوزیہ کی شادی کے بعد نسیم بیگم کو اپنی جلد بازی پر پچھتاوا ہونے لگتا ہے۔

انسپکٹر طارق 'ذکیہ بیگم سے بشریٰ کا رشتہ مانگتے ہیں۔ ذکیہ بیگم خوش ہوجاتی ہیں 'مگر بشریٰ کو یہ بات پسند نہیں آتی۔ ایک پراسرار سی عورت عاصمہ کے گھر بطور کرائے دار رہنے لگتی ہے۔ وہ اپنی حرکتوں اور انداز سے جادو ٹونے والی عورت لگتی ہے۔ عاصمہ بہت مشکل سے اسے نکال پاتی ہے۔

بشریٰ کا سابقہ منگیتر احسن کمال ایک طویل عرصے بعد امریکا سے لوٹ آتا ہے۔ وہ گرین کارڈ کے لالچ میں بشریٰ سے منگنی توڑ کر نازیہ بھٹی سے شادی کرلیتا ہے 'پھر شادی کے ناکام ہوجانے پر ایک بیٹے سیفی کے ساتھ دوبارہ اپنی چچی ذکیہ بیگم کے پاس آجاتا ہے اور دوبارہ بشریٰ سے شادی کا خواہش مند ہوتا ہے۔ بشریٰ تذبذب کا شکار ہوجاتی ہے۔

بشریٰ اور احسن کمال کی شادی کے بعد عدیل مستقل طور پر مثال کو اپنے ساتھ رکھنے کا دعوا کرتا ہے مگر بشریٰ قطعی نہیں مانتی 'پھر احسن کمال کے مشورے پر دونوں بمشکل راضی ہوجاتے ہیں کہ مہینے کے ابتدائی پندرہ دنوں میں مثال 'بشریٰ کے پاس رہے گی اور بقیہ پندرہ دن عدیل کے پاس۔ گھر کے حالات اور نسیم بیگم کے اصرار پر بالآخر عدیل عفت سے شادی کرلیتا ہے۔ والدین کی شادی کے بعد مثال دونوں گھروں کے درمیان گھن چکر بن جاتی ہے۔ بشریٰ کے گھر میں سیفی اور احسن اس کے ساتھ کچھ اچھا برتاؤ نہیں کرتے اور عدیل کے گھر میں اس کی دوسری بیوی عفت۔ مثال کے لیے مزید زمین تنگ 'بشریٰ

اور عدیل کے نئے بچوں کی پیدائش کے بعد پڑ جاتی ہے۔ مثال اپنا اعتماد کھو بیٹھتی ہے۔ احسن کمال اپنی فیملی کو لے کر ملائیشیا چلا جاتا ہے اور مثال کو تاریخ سے پہلے عدیل کے گھر بھجوا دیتا ہے۔ دوسری طرف عدیل اپنی بیوی بچوں کے مجبور کرنے پر مثال کے آنے سے قبل اسلام آباد چلا جاتا ہے۔ مثال مشکل میں گھر جاتی ہے۔ پریشانی کی حالت میں اسے ایک نشئی تنگ کرنے لگتا ہے تو عاصمہ آکر اسے بچاتی ہے۔ پھر اپنے گھر لے جاتی ہے۔ جہاں سے مثال اپنے ماموں کو فون کر کے بلواتی ہے اور اس کے گھر چلی جاتی ہے۔

عاصمہ کے حالات بہتر ہو جاتے ہیں۔ وہ نسبتاً "پوش ایریا" میں گھر لے لیتی ہے۔ اس کا کوچنگ سینٹر خوب ترقی کر جاتا ہے۔ اسے مثال بہت اچھی لگتی ہے۔ مثال واثق کی نظروں میں آچکی ہے تاہم دونوں ایک دوسرے سے واقف نہیں ہیں۔

عاصمہ کا بھائی ہاشم ایک طویل عرصے بعد پاکستان لوٹ آتا ہے اور آتے ہی عاصمہ کی بیٹیوں اریشہ اور اریبہ کو اپنے بیٹوں وقار، وقاص کے لیے مانگ لیتا ہے۔ عاصمہ اور واثق بہت خوش ہوتے ہیں۔

مثال کو نیند میں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی اسے گھسیٹ رہا ہے۔

۲۲

بائیسویں قسط

واثق کمرے میں آتے ہوئے بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا۔

عاصمہ بہت دل سے تیار ہوئی تھی۔ ہلکے کاسنی اور نیلے امتزاج کے جارجٹ کے سوٹ میں سادگی اور وقار سے چشمہ لگائے وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

واثق ماں کو دیکھتے ہوئے جیسے بہت دور نکل گیا۔

شوہر کی زندگی میں عاصمہ بہت بن ٹھن کر تو تیار نہیں ہوتی تھی، مگر روز شام کو اس کے آنے سے پہلے اچھے کپڑے، ہلکی لپ اسٹک اور آنکھوں میں کاجل ہی اس کے اہتمام سے تیار ہونے کا پتا دیتے تھے۔

اور عفان کی موت کے بعد اس نے اس تیاری سے بھی منہ پھیر لیا۔

پھر اکیڈمی کے بہت اچھے دنوں میں جب اسے پرنسپل کی کرسی پر بیٹھنا پڑا تو بھی اس سادگی کو قائم رکھا، حالانکہ واثق اور اریشہ وغیرہ بہت اصرار کرتے تھے، مگر وہ ہنس کر ٹال دیا کرتی تھی۔

مگر آج اس نے جانے کیسے خود پہ لگائی یہ پابندی توڑی۔ لائٹ سی لپ اسٹک میں اس کا سادہ سا چہرہ بہت پروقار لگ رہا تھا۔

واثق نے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے ہوئے بے ساختہ ماں کو کندھوں سے تھام کر ممنون نظروں سے دیکھا۔

"کر دیا فون تم نے مثال کے گھر؟" وہ اپنی سوچ سے نکلی تو اس کے احساسات سے بے خبر پوچھنے لگی۔

"ہوں کر تو دیا ہے مما، مگر میرا نہیں خیال مثال جیسی ڈرپوک لڑکی اپنے پیرنٹس سے آسانی سے بات کر سکے گی۔" وہ گہرا سانس لے کر مسکرا کر بولا۔

"تو پھر.... ہم یونہی چلے جائیں۔" عاصمہ کچھ پریشان سی ہو کر بولی۔ وہ کچھ دیر یونہی سوچتا رہا۔

"تو نہ جائیں؟" وہ سوالیہ لہجے میں پوچھنے لگا۔

"نہیں جانا تو ہے اب جب ارادہ کر لیا ہے تو.... آئی تھنک یونہی چلتے ہیں، وہاں جا کر دیکھیں گے جیسا ماحول ہو گا۔ اس کے مطابق کوئی بات بنا لیں گے۔ یا ایک اور بات کہ ہم نے کسی رشتہ دکھانے والی سے ذکر کیا تھا تو انہوں

نے آپ کی بیٹی کا بتایا تو۔"
"نہیں بھئی یہ بھی ٹھیک نہیں' رشتہ کرانے والی تو پھر ساتھ ہوتی۔ ہے خوامخواہ معاملہ بگڑ نہ جائے۔" وہ خود ہی فورا" اس بات کو رد کرتے ہوئے بولی۔ تو واثق ہنس پڑا۔
"کیوں اتنا پریشان ہو رہی ہیں۔ کوئی بھی جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں اگر انہوں نے پوچھا تو ہم آنے کا مقصد بتادیں گے سمپل۔" وہاں کی مشکل آسان کرتے ہوئے بولا۔
عاصمہ کچھ دیر سوچتی رہی' پھر سرہلا کر مسکراتے ہوئے اپنا بیگ کندھے پر ڈالنے لگی۔
اسی وقت وردہ اندر آتے ہوئے ٹھٹک کر رک گئی۔
"یہ آپ دونوں کہاں جا رہے ہیں؟" وہ ابھی سو کر اٹھی تھی ان دونوں کو یوں تیار ہو کے جاتے دیکھ کر حیران سی ہو کر بولی۔
"ابھی آتے ہیں کچھ دیر میں' میں نے تمہارے لیے اسنیکس رکھ دیے ہیں کچن میں۔ ابھی گرم ہی ہیں۔ اپنے لیے چائے بنالینا۔" عاصمہ عجلت میں کہہ کر جانے لگی۔
"مما! جا کہاں رہی ہیں۔ مجھے بتا تو دیں۔" وہ ان کے پیچھے آتے ہوئے کچھ متجسس لہجے میں بولی اور "اگر مجھے بھی ساتھ جانا ہو آپ کے تو پھر؟" وہ الٹا اس کے سامنے کھڑی ہو گئی۔
"ہم... میں واثق کے دوست کے گھر جا رہی ہوں۔ اس کی مدر کی عیادت کے لیے... تو اب تم چلوگی ہمارے ساتھ۔" عاصمہ الٹا اس سے پوچھنے لگی۔
وہ فورا" نفی میں سرہلا کر دونوں کو بیزار سی شکل بنا کر دیکھنے لگی۔
"واپس کب تک آئیں گے؟" وہ جاتے ہوئے کسی خیال کے آنے پہ پلٹ کر بولی۔
"تو تم ساتھ چلو ناں ہمارے اتنی بے چینی ہے تو؟" واثق اسے چھیڑ کر بولا۔
"جی نہیں شکریہ... مما مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنا ہے آپ واپس آئیں گی تو کروں گی۔" وہ عاصمہ کو دیکھ کر بولی۔
"ارے ایسی کون سی ضروری بات ہے وردہ! ابھی بتاؤ مجھے۔" عاصمہ کچھ فکر مند سی ہو کر بولی۔
"اب جانے بھی دیں آپ بھی کس کی باتوں میں آرہی ہیں ان کی ضروری باتیں تو میں خوب جانتا ہوں' کالج میں کوئی ویلکم پارٹی ہوگی۔ اس کے لیے بہت قیمتی اچھے سے ڈریس کی فرمائش ہوگی یا کسی دوست کے گھر کوئی برتھ ڈے پارٹی ہوگی' اس کی پرمیشن کے ساتھ گفٹ اور ڈریس کی فرمائش ہوگی... ہے نا۔ یہی کچھ کہوگی ناں سسٹر؟" واثق پورے یقین کے ساتھ اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔
"آپ تو چپ ہی کریں بھائی! اور آپ بے فکر ہو جائیں ——— آپ کی گیس کی ہوئی کوئی بھی بات نہیں بلکہ میں آپ کی بولتی بند کروانے کا کچھ پروگرام بنا رہی ہوں۔" وہ جیسے مزا لے کر بولی۔
واثق نے کچھ چونک کر اسے دیکھا۔
"بولتی بند... مطلب؟" وہ فورا" متجسس لہجے میں پوچھنے لگا۔
"ابھی کچھ نہیں بتا سکتی' واپس آئیں گے تو ہی پتا چلے گا۔ اب آپ لوگ جائیں ابھی یوں بھی میرا موڈ نہیں۔ وہ بہت ضروری بات کرنے کا۔" وہ ان دونوں کی بے چینی کو جیسے انجوائے کرتے ہوئے بولی۔
"چلیں مما! ان کو صرف شوق ہو رہا ہے اس وقت اپنی اہمیت جتانے کا ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔" واثق کہہ کر باہر نکل گیا تو عاصمہ بھی سرہلا کر اس کے پیچھے باہر نکل گئی۔

☆ ☆ ☆

مثال سر جھکائے فائزہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔
فائزہ لباس اور چہرے سے ایک سلجھی ہوئی باوقار عورت نظر آتی تھی۔ مسکراہٹ اس کے چہرے کے خوب صورت خدوخال کا ایک مستقل حصہ تھی۔
وہ مثال کا ٹھنڈا یخ ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے نرمی سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھی۔
"ماشاء اللہ بھئی عدیل! اپنی مثال تو بہت پیاری ہو گئی ہے اور بڑی بھی ورنہ میرے ذہن میں ابھی بھی وہ تین چار سال کی پتلی سی بچی تھی جو مستقل اپنے پاپا کے ساتھ چپکی رہتی تھی۔" وقار مثال کو دیکھ کر محبت بھرے انداز میں کہہ رہا تھا۔
اگرچہ پری پنک اسٹائلش فراک میں اس محفل کی جان لگ رہی تھی مگر پھر بھی دونوں میاں بیوی مثال پر فریفتہ ہوئے جا رہے تھے۔ اسی کو دیکھے اور سراہے جا رہے تھے۔
"ایسا کیا ہے اس عام سی شکل کی لڑکی میں جس پہ یہ دونوں میاں بیوی لٹو ہی ہوئے جا رہے ہیں۔ میری پری کے آگے تو یہ کچھ بھی نہیں پھر یہ ہو گا کہ ان کا اپنا بیٹا بھی واجبی شکل و صورت کا مالک ہو گا تبھی انہیں مثال بہت حسین و جمیل دکھائی دے رہی ہے۔" عفت اس سارے کے دوران ان کے مستقل تبصروں پر دل میں کھولتے ہوئے خود سے اندازے لگائے جا رہی تھی۔

"ویسے عدیل بھائی! میں حیران ہوں مثال اور پری میں اتنا ڈیفرنس بھی نہیں لگ رہا ورنہ تو آئی تھنک ان کی عمروں میں سات آٹھ سال کا فرق تو ہے۔" فائزہ نے بالآخر وہ بات کہہ ہی ڈالی جو اسے کافی دیر سے کھٹک رہی تھی۔
عفت نے فخریہ نظروں سے پری کی طرف دیکھا۔
"جی بھابھی! ماشاء اللہ سے پری نے بہت جلد قد کاٹھ نکالا ہے۔ دونوں ہی برابر کی لگنے لگی ہیں دیکھ رہی ہیں آپ۔" عدیل نے محبت سے دونوں بیٹیوں کو دیکھ کر کہا دونوں مسکرانے لگے۔
"اللہ ان کی لمبی عمر کرے اور نیک نصیب کرے ہمیشہ اپنی زندگی میں خوش و خرم رہیں۔ بچیاں تو گھر کی رونق ہوتی ہیں۔" فائزہ نے محبت سے دونوں کو دیکھ کر کہا۔
"بالکل بھابھی ٹھیک کہا آپ نے یہ دونوں واقعی مجھے بہت عزیز ہیں۔"
"کہنے کی ضرورت نہیں عدیل صاحب! یہ بات تو ساری دنیا جانتی ہے۔ جس طرح تم آفس میں دوستوں میں ہر جگہ مثال مثال کرتے تھے۔" وقار ہنس کر بولا تو عدیل بھی مثال کو دیکھ کر محبت سے مسکرانے لگا۔
عفت کے دل میں برسوں کی چبھی سوئی اور بھی اندر کھب گئی وہ پری کو مثال کی جگہ کبھی بھی نہیں دے سکے گی۔ کم از کم عدیل کی نظروں میں نہیں۔
"چلیں آپ کے گھر کی ایک رونق تو ہم چرانے آ گئے ہیں آپ کے پاس اتنی پیاری پری ہے نا تو مثال ہمیں دے دیں۔" فائزہ مثال کو ساتھ لپٹا کر اپنائیت سے بولی۔
اور عفت کو جو مبہم سی امید تھی کہ شاید پری کی خوب صورتی اور معصومیت سے کہیں نہ کہیں وہ دونوں میاں بیوی متاثر ہو چکے ہیں وہ بھی دم توڑ گئی۔
مگر عفت ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں تھی اور اولاد کی زندگی کو بہترین بنانے کے لیے کوئی بھی ماں ہمت تو کبھی نہیں ہارتی اور جب مقابلہ سوتن کی بیٹی سے ہو پھر تو بالکل بھی نہیں! وہ دونوں جس شان دار گاڑی میں آئے تھے ان کا لباس ان کے پہناوے اور باڈی لینگویج انہیں جس اعلا کلاس کا بتا رہی تھی عفت اس سے بہت

متاثر ہو چکی تھی۔

"ہمارے گھر کی اصل رونق تو مثال ہے 'پری تو بہت بے ضرر سی ہے پھر عدیل کی تو جان ہے مثال میں۔ وہ اسے خود سے دور اور وہ بھی اتنی دور.... امریکہ میں ہوتا ہے آپ کا بیٹا وقار بھائی" عفت خوش اخلاقی سے دونوں کو کچھ جتاتے ہوئے بولی۔

عدیل نے عفت کی بات کو سمجھتے ہوئے کچھ ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔

"جی بھابھی! فہد امریکہ میں ہے اور ماشاءاللہ وہیں سیٹل بھی ہے بہت شاندار جاب ہے اس کی اور عدیل بھائی کو معلوم ہے فہد فی الحال آٹھ نو سال تو وہیں رہے گا۔ اسے اپنا کیریر بنانا ہے۔" فائزہ نے فوراً "صاف لفظوں میں کہہ ڈالا۔

"عدیل رہ لیں گے آپ مثال کے بغیر 'اسے اتنی دور بھیج کر۔" عفت بظاہر ہنستے ہوئے جیسے زخمی لہجے میں بولی۔

"رہنا پڑتا ہے عفت بھابھی! جب معاملہ بچوں کی خوشگوار زندگی اور اچھے مستقبل کا ہو۔" وقار نے نرمی سے کہا۔

"اور ہم دونوں میاں بیوی تو سال کے سات آٹھ ماہ تو ادھر ہی ہوتے ہیں مثال اور فہد ہمارے پاس سال میں ایک بار تو چکر لگا ہی لیا کریں گے۔ اس کی آپ بالکل فکر نہیں کریں۔" فائزہ نے کچھ دیر بعد کہا۔

"اصل میں مثال بہت لاڈلی ہے نا عدیل کی۔ میں تو اس خیال سے کہہ رہی تھی لیکن بیٹیوں کا معاملہ ہی اللہ نے کچھ ایسا رکھا ہے کہ ماں باپ کو رہنا پڑتا ہے ان سے دور ہو کر بھی۔ باقی اللہ ان کے نصیب اچھے کرے۔ ماں باپ تو صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔" عفت کچھ بے ربطگی سے کہتی چلی گئی۔

اصل میں اس کی خود بھی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ اس سارے معاملے کے بیچ میں کیا کرے۔ خوشی کا اظہار کرے یا غصے کا!

"عفت چائے میں اور کتنی دیر ہے۔" عدیل کو بے تاثر لہجے میں کہنا پڑا۔

عفت نے کچھ گڑبڑا کر عدیل کی طرف دیکھا اس کی نظروں میں کچھ خفگی سی تھی۔

"آجاؤ مثال! میرے ساتھ چائے تو تیار ہے بس۔" عفت کوفت بھرے انداز میں کہہ کر کھڑی ہو گئی۔

"پری بیٹا! آپ جاؤ ماما کی ہیلپ کراؤ 'مثال آپی ادھر ہی ہیں انکل آنٹی کے پاس۔" عدیل نے غیر متوقع بات کہی۔

لمحہ بھر کو پری نا سمجھی سے باپ کو دیکھتی رہی پھر بے دلی سے ماں کا اشارہ پا کر اٹھ کر باہر نکل گئی۔

کمرے میں کچھ دیر کے لیے خاموشی سی چھا گئی۔

"فہد کا پاکستان آنے کا پروگرام کب تک ہے۔" عدیل کو اس خاموشی کو توڑنا پڑا۔ مثال اب فائزہ سے تھوڑا الگ ہو کر اپنا اعتماد کمپوز کرنے کی کوشش کرتے ہوئے چہرہ ذرا سا اٹھا کر بیٹھی تھی۔

"انشاءاللہ تین چار ماہ میں آجائے گا فہد!" فائزہ نے شوہر کی طرف دیکھ کر جواب دیا۔

"ہمارا یہی پروگرام ہے کہ ہم اس ہفتے.... وقار کی بڑی بہن نے آنا ہے پنڈی سے کل یا پرسوں تو ہم چھوٹی سی رسم کریں گے منگنی کے نام پر اور پھر فہد کے آنے سے کچھ دن پہلے شادی کی ڈیٹ فکس کر لیں گے آپ کیا کہیں گے عدیل بھائی؟"

"میرے خیال میں تو عدیل کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔" وقار نے مسکرا کر اعتماد بھرے لہجے میں عدیل کو دیکھ کر کہا۔

"ہوں... بلکہ میں سوچ رہا ہوں۔" عدیل مسکراتے ہوئے کچھ بولنے لگا تو مثال نے اسے متوجہ کیا تھا۔

"پاپا! مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت ہے آئی مین۔ اگر میں کچھ کہنا چاہوں تو۔" وہ کچھ اٹک کر بالآخر روانی سے کہہ گئی۔ عدیل نے کچھ حیرانی سے اسے دیکھا۔ جبکہ وقار اور فائزہ کھل کر مسکرائے تھے۔

"آف کورس بیٹا! آپ کو جو بھی کہنا ہے آپ بلا جھجک بلا خوف کہہ سکتی ہیں ہم غیر نہیں ہیں عدیل کے ساتھ میرے تعلقات ہمیشہ اس نوعیت کے رہے ہیں کہ ہم کبھی بھی ایک دوسرے کے لیے غیر نہیں رہے۔" وقار نے شاید اس کی حوصلہ افزائی کے خیال سے پوری طرح وضاحت کرتے ہوئے اسے بولنے کی اجازت دی۔

"پاپا!" اسے شاید عدیل کے این او سی کی زیادہ چاہت تھی۔

"کیا کہنا ہے مثال تمہیں؟" عدیل نے کچھ ایسے لہجے میں کہا کہ لمحہ بھر کو مثال کا اعتماد متزلزل سا ہوا۔ مگر پھر اسے خیال آیا کہ اب اگر وہ نہیں بولے گی تو پھر کبھی بھی بول نہیں سکے گی۔

"پاپا... میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔" وہ رک کر ذرا نظریں جھکا کر بولی۔

عدیل کے چہرے پر ہلکا سا غصہ اور ناراضی جھلکنے لگی۔

فائزہ اور وقار نے بھی ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ انہیں بہرحال مثال سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔

"بلکہ انگیجمنٹ بھی نہیں۔ مجھے ابھی پڑھنا ہے۔ میری اسٹڈیز چل رہی ہیں ابھی... اس کے بعد مجھے جاب کرنا ہے اپنے پیروں پر کھڑے ہونا ہے۔ اس لیے مجھے... ابھی شادی بالکل نہیں کرنی۔" وہ رک رک کر تینوں کی طرف دیکھے بغیر سامنے ٹیبل پر موجود کرسٹل گلدان میں سجے گلاب کے گلابی پھولوں کی پنکھڑیوں پر بغیر پلکیں جھپکائے نظریں جمائے کہتی چلی گئی۔

عدیل کے چہرے کا اشتعال بڑھ سا گیا تھا مگر اس نے فوری طور پر خود کو کچھ بھی کہنے سے روک لیا تھا۔

فائزہ اور وقار نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مثال غلط نہیں ہے عدیل! میرے خیال میں یوں بھی پڑھنا' اپنی تعلیم مکمل کرنا آج کل لڑکوں کا ہی نہیں لڑکیوں کا بھی کریز ہے اور ہمیں اس بات کا پورا خیال رکھنا ہو گا کہ مثال کو اس معاملے میں کوئی مشکل نہیں ہو۔ شادی کے بعد بھی یہ آرام سے اپنی اسٹڈیز مکمل کر سکتی ہے۔ فہد اس معاملے میں اس سے کو آپریٹ کرے گا بلکہ وہ تو خوش ہو گا اس معاملے میں مثال کی مدد کر کے۔"

وقار نے جیسے مثال کے لیے فرار کا آخری کھلا دروازہ بھی خوش اسلوبی سے بند کرنے کی کوشش کی۔

"بالکل فہد تو خود بہت کریزی ہے ہائر ایجوکیشن کے معاملے میں اور مثال بیٹا آپ بالکل بھی ٹینس نہیں ہوں اگر آپ کو کوئی پریشانی ہے تو میں خود نکاح نامے میں یہ کنڈیشن رکھ دوں گی کہ شادی کے بعد بھی مثال جب تک جتنے عرصے تک تعلیم آگے جاری رکھنا چاہے رکھے گی۔ کوئی بھی اسے نہیں روکے گا۔ اوکے۔" فائزہ نے ہلکے پھلکے انداز میں جیسے اس کی پریشانی رفع کرنے کی کوشش کی جو کہ اور بڑھ چکی تھی۔

مثال نے پریشانی سے باپ کی طرف دیکھا جو پہلے خفگی بھری نظروں سے مثال کو دیکھ رہا تھا اب قدرے اطمینان سے اسے دیکھتے ہوئے خوش تھا کہ مثال کی شادی کا اس وقت کا اس کا فیصلہ بالکل درست ہے اور یہی مثال کے لیے بہترین ہے۔ باہر ڈور بیل بج رہی تھی۔

"میں دیکھوں ذرا جا کر اس وقت کون آ گیا۔" عدیل کو اٹھ کر جانا پڑا اور مثال بے بس ہو کر بیٹھی رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

عاصمہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر کچھ دیر کے لیے گنگ سی رہ گئی۔ بہت برس پہلے کی ایک رات جیسے بالکل اس کے سامنے آکھڑی ہوئی تھی' وہ بے یارومددگار' بے آسرا' بے سہارا' ننگے پاؤں' ننگے سر چھوٹی سی بچی کو جو ہوش و خرد سے بیگانہ تھی۔ اسے گود میں بھرے اس ویران بیابان علاقے میں گہری ہوتی رات کے اس پہر اپنے وجود کے پامال ہو جانے کی تکلیف میں مبتلا کیسی دیوانی سی ویران گلیوں سڑکوں میں بھاگ رہی تھی جب اس کے سامنے گاڑی لے کر یہ فرشتہ آیا تھا۔

اور اس نے تو اس رات کے بعد سوچ لیا تھا کہ وہ واقعی میں کوئی فرشتہ تھا' جو اللہ نے اس کی اور اس کے بچوں کی مدد کے لیے زمین پر اس ویرانے میں اتارا تھا۔

مگر کمال حیرت کی بات یہ تھی کہ وہ اس فرشتے کی شکل کو ابھی تک... اتنے سال' صدیوں جیسے زمانے گزر جانے کے بعد میں اس طرح سے یاد رکھے ہوئے تھی جیسے وہ کل... چوبیس گھنٹے پہلے ہی تو اسے ملا تھا فقط اس کی کنپٹیوں پر سفیدی اتری تھی یا آنکھوں میں گزرتے ماہ و سال کی تھکن!

وہ اسے یک ٹک دیکھتی چلی جا رہی تھی۔

"محترمہ! کس سے ملنا ہے آپ کو... آپ نے ڈور بیل بجائی تھی۔" بہت دور سے عاصمہ کو آواز سنائی دی۔

واثق اچانک آجانے والی کال سنتے ہوئے ابھی تک ماں کو دروازے میں دیکھ کر جلدی سے فون بند کر رہا تھا۔

"یہ ریاض صاحب کا گھر نہیں ہے؟" عاصمہ بہت مشکل سے خود کو سنبھال کر تھکے ہوئے نڈھال سے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"جی نہیں آپ کو شاید غلط فہمی ہوئی ہے یہاں کوئی ریاض صاحب نہیں رہتے۔ اس سڑک کے آخر میں ایک نیم پلیٹ ہے آئی تھنک اس نام کی' آپ وہاں جا کر چیک کرلیں۔" عدیل کہہ کر مڑ کر دروازہ بند کرتے ہوئے واپس اندر چلا گیا۔

واثق گاڑی سے اتر کر حیران ساماں کے پاس آیا۔

وہ وہیں کسی پتھر کے بت کی طرح بے حس کھڑی تھی۔

"کیا ہوا مما! یہاں کیوں کھڑی ہیں آپ؟" وہ ماں کے کندھے تھام کر تشویش بھرے لہجے میں پوچھنے لگا۔ عاصمہ کے چہرے کا رنگ زرد سا ہو رہا تھا۔

"واثق..." وہ بہت مشکل سے بول سکی تھی۔

"مما... کیا ہوا ہے آپ ٹھیک ہیں نا؟" وہ فکر مند سا ہو کر بولا۔

"مم... مجھے گھر لے چلو... ابھی۔" اس کی آواز کسی گہرے کنویں سے آرہی تھی۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

"مجھے گاڑی میں بٹھاؤ۔" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔

واثق اسے سہارا دیتا ہوا لے کر آیا اور گاڑی کی سیٹ پر بمشکل بٹھا سکا۔

عاصمہ کا وجود بالکل بے جان ہو رہا تھا جیسے ابھی جھول کر اس کے بازوؤں میں آگرے گا۔

"مما... آپ ٹھیک ہیں نا؟" وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آکر تشویش سے پوچھنے لگا۔

عاصمہ کے چہرے کی رنگت لحہ بہ لحہ زرد ہوتی جا رہی تھی۔

وہ سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ واثق سخت پریشانی میں گاڑی اسٹارٹ کرتا ہوا کسی کلینک کی طرف گاڑی لے جا رہا تھا۔

عاصمہ نے اپنے منہ کو سختی سے بھینچ رکھا تھا اس کے چہرے پر اکڑاؤ سا تھا جیسے وہ بہت تکلیف برداشت کر رہی ہو۔

"مما۔۔۔ پلیز آپ ٹھیک ہیں نا۔ خود کو سنبھالیں۔" وہ رودینے کو ہو رہا تھا۔

وہ بہت بہادر تھا مگر اس لمحے اسے لگ رہا تھا اگر عاصمہ کو کچھ ہو گیا تو وہ یہیں خود بھی اپنی ساری ہمتوں کو کھو دے گا وہ خود بھی ٹوٹ کر رہ جائے گا۔

"مما! آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ کچھ نہیں۔" وہ ریش ڈرائیونگ کرتے منہ میں بڑبڑا رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"مبارک ہو مثال آپی! وہ انکل آنٹی لگ تو بہت زبردست ۔۔ تھے بظاہران کا بیٹا بھی شاندار ہو گا۔"

وہ مہمانوں کے جانے کے بعد سے جو کمرے میں گھسی تھی تو عفت کے برتن پٹخنے بولنے جھکنے پہ بھی باہر نہیں نکلی تھی۔

اسے یوں لگا جیسے جھٹ پٹ اس کی قسمت کا فیصلہ کر لیا گیا ہو فائزہ اور وقار اسے برے نہیں لگے تھے مگر ایسے اچھے بھی نہیں کہ وہ ہمیشہ کے لیے ان سے ناتا جوڑنے پر بہت خوش ہوتی۔ اس کے دل کی عجیب حالت ہو رہی تھی۔

وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی اور اس نے بیچ میں بول کر اس معاملے کو یہیں شروع ہونے سے پہلے ختم کرنے کی جو کوشش کی تھی اور جس پر عدیل نے اسے جن نظروں سے دیکھا تھا اسے لگ رہا تھا اب وہ پاپا کے سامنے کوئی بھی دلیل نہیں دے سکے گی اور وہ کچھ دیر میں اسے اپنے پاس بلائیں گے اور اس کی ہر دلیل خود ہی دم توڑ جائے گی۔

اور تین چار ماہ بعد اس کی شادی ہو جائے گی۔۔۔ اس فہد کے ساتھ جسے وہ جانتی بھی نہیں۔

اور وہ یہاں سے اتنی دور چلی جائے گی جہاں سے واپسی کے کسی راستے کا بھی اسے پتا نہیں۔

اس نے پری کے قدموں کی آہٹ سن کر غیر محسوس طریقے سے دونوں ہتھیلیوں سے آنکھوں کو رگڑا تھا۔

اس کے جملے پر بھی وہ اسی طرح بے حس و حرکت بیٹھی رہی۔

"تم خوش نہیں ہو مثال آپی!" کبھی کبھی جب پری کو مثال پر کسی وجہ سے تھوڑا بہت پیار آتا تو وہ اسے آپی کہہ کر جتاتی ضرور تھی مگر اس وقت پیار جتانے کی بظاہر کوئی وجہ تھی تو نہیں۔

وہ پھر خاموش بیٹھی اپنے دونوں ہاتھوں کو جکڑے کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتی رہی۔

"کیا کسی اور کو پسند کرتی ہو تم؟" وہ جھک کر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے بڑے اپنائیت بھرے لہجے میں اس سے اتنی گہری بات پوچھ رہی تھی۔

مثال گہرا سانس لے کر اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"بتاؤ ناں آپی! کون ہے وہ؟" وہ پیار بھرے اصرار سے پوچھ رہی تھی۔ اور مثال کی نظروں کے سامنے چھم سے واثق کا مسکراتا چہرہ آ گیا جو اسے اب اتنا اپنا اتنا قریبی لگنے لگا تھا جیسے وہ خود اپنے بارے میں سوچ رہی ہو جب اس کے بارے میں سوچتی تھی تو اس نے یونہی نفی میں سر ہلا دیا۔

"وہ آیا کیوں نہیں۔ اس نے تو کہا تھا وہ آئے گا۔" اس کے دل نے چپکے سے فریاد بھری سرگوشی کی۔

"وہ وعدہ خلاف لگتا تو نہیں۔" اس کا دل واثق کی حمایت میں ہی بولتا تھا سو اب بھی معصومیت سے سوال کر رہا تھا۔

"مجھے نہیں بتاؤ گی آپی! وہ کون ہے۔ پلیز بتاؤ ناں اگر ایسا کچھ ہے تو بلیوی میں مما سے بلکہ پاپا سے تمہاری سفارش کروں گی بلکہ تمہیں فیور کروں گی۔ اگر ہم دونوں کے ووٹ ہوں گے تو پھر پاپا ضرور اس معاملے کو Consider کریں گے۔ ہے نا؟" پری بہت معصومیت بھرے لہجے میں اسے کچھ بولنے پر اکسا رہی تھی۔
جیسے وہ کچھ نہ کچھ ضرور بول ہی دے گی یا ان دونوں میں اتنا بہناپا اتنی محبت بھری دوستی ہے کہ مثال ضرور اپنا یہ راز اس کے ساتھ شیئر کرے گی۔
مثال کو پری کے اس اپنائیت بھرے رویے سے عجیب سی الجھن ہونے لگی۔ وہ جان چھڑانے کو ادھر ادھر دیکھنے لگی۔
"اور تمہارا سیل فون کہاں ہے۔ مجھے ایک فون کرنا تھا میرے پاس بیلنس نہیں ہے۔" وہ اس کے یوں راہ فرار ڈھونڈنے پر اچانک سے بولی اور ساتھ ہی مثال کا ہینڈ بیگ اٹھا کر اس میں سے خود سیل فون تلاش کرنے لگی۔
مثال اسے یونہی بیٹھی دیکھتی رہی۔
"کہاں ہے تمہارا فون بھئی؟" سارا بیگ الٹا کر بھی نہ ملنے پر وہ کچھ جھنجلاتے ہوئے لہجے میں بولی۔
"گم ہو گیا ہے۔" مثال اطمینان سے بولی۔
"واٹ.... گم ہو گیا اور تم کس تسلی سے بیٹھی ہو۔ کہاں گم ہوا' کسی کو بتایا بھی نہیں تم نے؟"
"اف!" مثال کو اس کے اس سارے مصنوعی اپنائیت بھرے لہجے سے عجیب سی وحشت ہونے لگی۔
"کالج میں گم ہو گیا تھا کل ہی اور آج تو میں کالج گئی نہیں' اگر جاتی شاید کسی کے پاس مل ہی جاتا یا میں لائبریری گئی تھی۔ وہاں بھول آئی ہوں۔ اب کل جاؤں گی تو پتا چلے گا۔ کیوں نہیں لے کر آیا۔"
بالکل روانی میں بولتے ہوئے وہ بے اختیار رک گئی تھی' وہ تو جیسے واثق سے خیالوں میں گلہ کر رہی تھی کہ وہ سیل کیوں نہیں لے کر آیا۔ یہ فراموش کیے ہوئے کہ اس کے سامنے کون بیٹھا ہے۔

پری اب اکتائے ہوئے انداز میں اس کے بیگ سے نکلنے والی چیزوں کو یوں ہی الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کچھ غیر متوجہ سی تھی۔
"اچھا بتاؤ نا تمہیں یہ لوگ پاپا کے فرینڈ کیسے لگے؟" وہ جانے اس سے کیا اگلوانے کے لیے آئی تھی۔ پھر اس ٹاپک پر آ گئی۔
"عفت ماما نے بھیجا ہو گا اسے۔" مثال اسے دیکھ کر رہ گئی۔
"ٹھیک تھے اچھے...." وہ مبہم انداز میں جواب دے کر اٹھ کر خود اپنے بیگ میں سب چیزیں واپس رکھنے لگی۔
"تو تم رضامند ہو۔ آئی مین وہ لوگ تو شاید دو تین دن میں انگیجمنٹ بھی کر دیں گے۔ پاپا' ماما سے کہہ رہے تھے۔" پری اس کے چہرے پر نظریں جما کر پوچھ رہی تھی۔
مثال کو لگا جیسے پل بھر کو اس کا سانس رکنے لگا۔
"اگر ایسا ہو گیا تو.... واثق.... میں کیا کروں' میں اس سے محبت تو نہیں کرتی' مگر اس کا خیال جو مجھے بار بار آتا ہے' یہ کیا ہے' اگر منگنی یا رشتہ کچھ بھی ہو گیا اور وہ بعد میں اپنی ماں کو لے کر آ گیا۔ واثق نہیں کوئی اور میرا دل یہ سوچتے ہی بند سا کیوں ہونے لگتا ہے۔"
وہ بے قرار سی ہو کر ایک دم سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔
"تم نے جواب نہیں دیا مثال آپی! یا یہ بھی پہلے اپنی ماما سے پوچھو گی کہ تمہیں ہاں کرنا چاہیے یا نہیں؟" پری نے خود ہی اسے ایک اور راہ سجھائی۔

"ماما سے۔ ہاں مجھے ماما سے بھی بات کرنا چاہیے' لیکن میرا سیل ہو تو میں بات کروں۔ کیا مصیبت ہے۔" وہ جھنجلائے ہوئے انداز میں پری کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر باہر نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

"آپ اگر انہیں فوری طور پر اسپتال نہیں لے کر آتے تو انہیں جتنا شدید اٹیک ہوا تھا تو شاید ان کا بچنا مشکل ہوتا۔"

عاصمہ کی حالت اب بہتر تھی۔ وہ انڈر آبزرویشن تھی' ڈاکٹر اس کی رپورٹس اور ای سی جی وغیرہ واثق کو دکھاتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں بتا رہا تھا۔

"مگر ڈاکٹر صاحب! یہ کچھ دیر پہلے بالکل ٹھیک تھیں۔۔۔ بہت خوش' میرے ساتھ کہیں جانے کے لیے نکلی ہیں اور ایک دم سے ان کی ایسی حالت ہو گئی۔" وہ واقعی عاصمہ کی حالت کی وجہ سمجھ نہیں پایا تھا۔ اس گتھی کو سلجھانے کو ڈاکٹر سے پوچھ بیٹھا۔ ڈاکٹر عاصمہ کی رپورٹس دیکھتے ہوئے کچھ سوچنے لگا۔

"اس انجائنا کے اٹیک کی بظاہر وجہ اسٹریس ہے۔ کوئی بہت تکلیف دہ بات تھی' جس نے ان کے دل کو اچانک شدید قسم کی توڑ پھوڑ میں مبتلا کیا اور ان کی ایسی حالت ہوئی۔" ڈاکٹر نے رک رک کر کہا تو واثق بے یقین سا اسے دیکھنے لگا۔

اسٹریس کیسا؟ وہ تو اپنی خوشی سے میرے ساتھ آئی تھیں اور مثال کو دیکھنے۔۔۔ مثال کے پاپا تھے وہ شاید جس سے ممابات کر رہی تھیں کیا انہوں نے بہت کچھ بول دیا تھا' جس کی وجہ سے امی کی یہ حالت ہوئی؟ اسے اچانک خیال آیا۔ وہ بے چین سا اٹھ کر باہر نکل آیا۔

مثال کے پاپا نے چند سیکنڈز میں کیا کہا ہو گا امی سے۔۔۔ یہ بہت عجیب سی بات ہے۔ وہ مضطرب سا عاصمہ کے کمرے کے باہر ٹہلنے لگا۔ اس کے سیل پر وردہ کی کال آ رہی تھی۔ وہ کچھ دیر یونہی سیل کو دیکھتا رہا اور کال تو اسے لینی ہی تھی۔

"ہاں وردہ! ہم کچھ دیر میں آ رہے ہیں گھر۔ سڑکوں پر رش بہت ہے۔ آتے ہوئے بہت ٹائم لگ گیا تو واپسی میں بھی شاید کچھ دیر ہو جائے گی۔ تم ساتھ والی نسرین آنٹی کو بلوا لو۔۔۔" اس نے ٹھہر ٹھہر کر وردہ سے بات کی' کہیں اس کے لہجے کی پریشانی چغلی نہ کھا جائے۔

"بھائی! کتنی دیر۔۔۔ پتا نہیں۔ کیوں میرا دل گھبرا رہا ہے پریشانی سی ہو رہی ہے' پلیز آپ بس فوراً گھر آ جائیں' مجھے بہت عجیب سا فیل ہو رہا ہے۔" واثق اس کی بات سن کر دنگ سا رہ گیا۔

اپنوں کے ساتھ جڑے دل کے تار کیسے دوسرے پر ٹوٹنے والی تکلیف اور مصیبت کا پتا دے دیتے ہیں۔ اسے فوراً ہی احساس ہوا۔

"وردہ! ایسا کچھ نہیں ہے' تمہارا وہم ہے کچھ کھا پی لو یا ٹی وی پر کوئی اچھا سا پروگرام دیکھ لو۔ ہم کچھ دیر میں آ جائیں گے نا گھر۔ تم پریشان نہیں ہو بالکل بھی۔۔۔"

"بھائی! ریئلی مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا' نہ مجھ سے کچھ کھایا جا رہا ہے۔ اور ٹی وی وغیرہ میں نہیں دیکھتی۔ بس آپ آ جائیں' میری امی سے بات کرائیں۔ آپ!" واثق کو یہی ڈر تھا' وہ اب اسی بات کی فرمائش کرے گی۔

"بٹ امی! آنٹی کی عیادت کر رہی ہیں' ان سے بات کر رہی ہیں میں اب جا کر امی کو فون دوں کہ وردہ رو رہی ہے' امی آپ پلیز اس سے بات کر کے اسے تسلی دیں تو اچھا نہیں لگے گا نا۔ ہم آتے ہیں تھوڑی دیر میں۔۔۔ تم پلیز

نسرین آنٹی کو بلالو۔"

"او کے۔ دیکھتی ہوں' لیکن آپ بس جلدی سے آجائیں۔ میں پھر کہہ رہی ہوں آپ سے۔" فون بند کرنے سے پہلے اس نے پھر تاکیدی انداز میں کہا تو واثق نے خاموشی سے فون بند کردیا۔

"معلوم نہیں ابھی ڈاکٹرامی کو اور کتنا وقت یہاں رکھتے ہیں اگر انہوں نے رات یہاں رکنے کا کہا تو پھر...." وہ پریشان سا آہستگی سے عاصمہ کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

وہ انجکشن اور ڈرپ کے زیر اثر گہری نیند میں تھی۔ چہرے پر برسوں کی تھکن تھی اور آنکھوں کے پپوٹے یوں جڑے تھے جیسے صدیوں بعد انہیں ایسی میٹھی پرسکون نیند نصیب ہوئی ہے وہ ماں کو دیکھتا رہا۔

☼ ☼ ☼

"پاپا! وجہ میں بتا چکی ہوں۔" اس کی عدیل کے سامنے پیشی ہوچکی تھی وہ اسٹڈی میں عدیل کو کافی دینے آئی تھی اور عدیل نے ناراضی بھرے لہجے میں جتاتے ہوئے اس سے پوچھ لیا تھا۔

"اور میں شادی.... کے بعد اسٹڈیز نہیں کرنا چاہتی پلیز۔" وہ کچھ اور بولنا چاہتی تھی یہی بول سکی۔

"مطلب.... اس بات کا؟" وہ ماتھے پر بل ڈال کر بولا۔

"مجھے ابھی پڑھنا ہے۔ پلیز میں خود کو ان ایبل سمجھتی ہوں کسی بھی ایسی ذمہ داری کو نبھانے کے لیے۔ پاپا میں شاید آپ کو سمجھا نہیں پا رہی۔ بٹ ابھی مجھے نہیں کرنا شادی۔"

وہ رک رک کر الجھے ہوئے انداز میں کچھ بے بسی سے باپ کو سمجھانے کی کوشش کررہی تھی۔

عدیل کے چہرے پر سرد مہری جو ایسے موقع پر اس کے چہرے پر بہت شدت سے محسوس ہوتی تھی نظر آنے لگی تھی۔

"اور میں یہ فیصلہ کرچکا ہوں کہ مجھے دو تین ماہ کے اندر تمہاری شادی کرنی ہے۔ فدسے اچھا اور موزوں رشتہ ملنا مشکل ہے' میں فیصلہ کرچکا ہوں۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولا۔

"اور تمہیں میری بات نہیں ماننی اپنی من مانی کرنی ہے تو بہتر ہے تم اپنی ماں سے بات کرو اور وہ تمہیں اپنے پاس بلالے۔ میں اس سے زیادہ تمہاری ذمہ داری نہیں اٹھا سکتا۔" اور مثال کو لگا۔ اس نے عدیل سے زیادہ اجنبی' بیگانہ شخص اس دنیا میں کوئی اور نہیں دیکھا جس قدر اجنبیت اور بے گانگی اس لمحے اس کے چہرے پر تھی' وہ شاک کی کیفیت میں باپ کو دیکھتی چلی گئی۔

"اپنی ماں ... تمہارا باپ' اس عورت نے... اس شخص نے" اس کے کانوں میں بشریٰ اور عدیل کے مختلف موقعوں پر بولے ہوئے ایک دوسرے کے لیے ایسے ہی اجنبی انداز تکلم گونجنے لگے۔

وہ دونوں جب تک ایک رشتے میں.... میاں بیوی کے رشتے میں بندھے تھے تو ایک دوسرے کے لیے انتہائی خوب صورت القاب ایک دوسرے کو کسی دوسرے کے سامنے یاد کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے اور جب ان کا رشتہ ختم ہوا جو کہ مثال کی وجہ سے بالکل بھی نہیں تھا۔ وہ ان کے رشتہ ٹوٹنے کی ذمہ دار ذرا بھی نہیں تھی مگر وہ دونوں حتی الامکان انداز میں جس سے مثال کو تکلیف پہنچے ایک دوسرے کے لیے ایسے ہی تکلیف بھرے انداز تکلم استعمال کرتے تھے اور مثال کو لگتا تھا جیسے وہ ان کی جائز اولاد نہیں ان دونوں کا کوئی گناہ' جسے وہ دونوں ایک دوسرے کے سر پر تھوپ کر خود کو بری الذمہ قرار دینے کی ہر مرتبہ بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

وہ بوجھل قدموں سے خود کو گھسیٹتی عدیل کو کوئی بھی جواب دیے بغیر چپ چاپ وہاں سے چلی آئی۔

وہ کیا کہتی جواب میں کہ پاپا! مما تو مجھے آپ کے حوالے کر کے گئی ہیں۔ وہ اب کسی بھی صورت اپنا دوسرا گھر خراب کرنے کے لیے مجھے پھر بھی اپنے گھر نہیں لے کر جائیں گی تو میں کیسے انہیں قائل کر کے کہہ سکتی ہوں کہ وہ مجھے اپنے پاس بلالیں۔

اسے لگا وہ اس لمحے اس بھری دنیا میں بالکل اکیلی ہے بالکل تنہا۔

اس کا دل چاہ رہا تھا وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے کسی کے کندھے پر سر رکھ کر اتنے آنسو بہائے جو اس کی پیدائش کے دن سے لے کر اس کے مرجانے کی گھڑی تک کے لیے کافی ہوں' وہ اتنا روئے کہ آنسوؤں کے ساتھ ہی اس کا یہ بھاری پتھر سا وجود بھی کہیں گھل کر پگھل کر بہہ جائے۔

وہ خنک سرد رات میں جانے کس دھیان میں گم ایک ایک سیڑھی چڑھتی اندھیری چھت کے اندھیرے میں آکر کھڑی ہوگئی۔ سر پر تاروں بھرا خنک آسمان تھا مگر چاند نہیں تھا۔

اچھا ہی تھا جو چاند نہیں تھا ورنہ اس کی روشنی میں اسے یہ دھڑکا رہتا کہ وہ جو وہ اپنی پیدائش کے دن سے لے کر موت کی گھڑی تک کے لیے آنسو بہانے جارہی ہے تو اسے کوئی دیکھ نہ لیتا۔

وہ وہیں چھت کے فرش پر بیٹھ کر بے آواز آنسوؤں سے روتی چلی گئی۔ اب اس کے دل میں کسی کندھے کی خواہش بھی مرچکی تھی کیوں کہ اسے معلوم تھا اسے ایسا کوئی کندھا بھی نصیب نہیں ہونے والا۔

"آپ کا کوئی دوست ہے۔ جس سے آپ ہر بات شیئر کرتی ہوں" وہ روتی جارہی تھی تب بہت قریب میں کسی نے اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

وہ ایک دم سے ڈر گئی۔

"واثق!" اس کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔

اس نے سر اٹھا کر اندھیری چھت پر ادھر ادھر اور تاریک سایوں کی طرح کھڑی دیواروں کو دیکھا۔ سرگوشی کرنے والا کہیں بھی نہیں تھا۔

"تم بھی جھوٹے نکلے وعدہ خلاف.... اگر تم شام میں آجاتے پاپا سے بات کر لیتے تو شاید... پاپا عفت ماما کی لاجک کو مانتے ہوئے کہ وہ مجھے خود سے جدا کر کے اتنی دور نہیں بھیج سکیں گے تو وہ تمہارے پرپوزل کو بہتر سمجھتے' مگر تم تو شاید مجھ سے مذاق کر رہے تھے کبھی بات نہیں کروں گی میں تم سے بھی۔" وہ اس سے بھی روٹھ گئی۔

☼ ☼ ☼

"اتنی جلدی عدیل! میں تو کہتی ہوں آپ ایک بار اس لڑکے سے تو مل لیں۔" عفت' عدیل کی عجلت پر پریشان ہو کر بولی۔

عدیل نے اسے جانچتی نظروں سے دیکھا۔

اس جملے میں کہاں اس کی نیت کا فتور چھپا ہے۔ وہ اندازے لگانے لگا۔

"مجھے غلط نہیں سمجھیں عدیل! بھلے میں سوتیلی سہی۔ بھلے میرے دل کے جذبات و احساسات مثال کے لیے وہ نہیں جو پری اور دانی کے لیے ہیں' لیکن جس طرح اس کی ماں اسے یہاں چھوڑ کر چلی گئی عدیل! اس دن سے میرا دل اس کے لیے عجیب سی ہمدردی ایک محبت بھرے احساس سے بھر گیا ہے کہ اب اس لڑکی کے ساتھ کچھ برا نہیں ہونا چاہیے' وہ ساری زندگی آپ دونوں کے درمیان شٹل کاک بنی رہی ہے۔ دو گھروں کے درمیان ٹینس بال کی طرح اسے اچھالا گیا۔ وہ بھی انسان ہے' اس کے سینے میں بھی دل ہے پلیز اب اس کے ساتھ کچھ برا نہیں ہونا چاہیے۔

اس کی ماں جیسی بھی تھی، مگر آپ تو اس کے باپ ہیں۔ آپ پلیز جہاں مرضی اس کا رشتہ کریں، مگر خوب دیکھ بھال کر۔ اس سے زیادہ مجھے اور کچھ نہیں کہنا۔ کیا محاورہ ہے ماں سے زیادہ چاہے پھاپھا کٹنی کہلائے تو کہیں آپ بھی مجھے ایسا نہ سمجھنے لگیں۔" وہ خود ہی ہنس پڑی۔ اور عدیل تو گنگ سا اس کی "کھی" باتیں سن رہا تھا۔

"عفت مگر..... وہ سب بھی تو ہم نے مثال کی بھلائی کے لیے کیا تھا اسے ضرورت تھی اپنی ماں کی بھی اور....." وہ کہنا تو نہیں چاہتا تھا، مگر جانے کیوں صفائی دینے والے انداز میں بول گیا۔

"بھلائی۔ ہونہہ۔ اس کی بھلائی نہیں آپ دونوں کی خود غرضی کہوں گی میں تو اسے۔ آپ دونوں نے اپنی اپنی انا کی تسکین کے لیے اس بچی کو شٹل کاک بنایا، آپ دونوں میں سے جو بھی اس کا سچا خیر خواہ ہوتا، وہ اسے کسی ایک کے پاس رہنے دیتا تاکہ اس کی پرسنالٹی میں اتنے جھول نہیں ہوتے۔" وہ تیز لہجے میں بولتی گئی۔

"جھول۔ کیسے جھول۔ کیا کہنا چاہتی ہو تم؟" اب کے وہ کچھ ناگواری سے بولا۔

"آپ نے دیکھا تھا شام کو، ذرا جو اس مثال میں کانفیڈنس ہو اس سے بہتر ہیو تو ہماری پری کر رہی تھی۔ مثال ان لوگوں کے سامنے ایک کنفیوز پرسنالٹی لگ رہی تھی۔ آپ نے شاید باپ کی محبت میں ایسا کچھ نوٹ نہیں کیا۔" وہ طنز سے بولی۔

عدیل کے کان جیسے سرخ سے ہو گئے۔

"تم کیا کہنا چاہتی ہو صاف کہو مجھ سے۔" وہ غصہ دبا کر بولا۔

"اس سے زیادہ آپ سن نہیں سکیں گے، بہتر ہے سو جائیں۔" اس نے کہہ کر کروٹ لے لی۔

"آپ دونوں کی خود غرضی تھی اور کچھ بھی نہیں۔" عدیل چھت کو دیکھتے ہوئے ابھی کچھ دیر پہلے کی عفت کی کہی ہوئی بات کو نہ چاہتے ہوئے بھی بار بار سوچے جا رہا تھا۔

"جھوٹ، بکواس۔ میری کوئی خود غرضی نہیں تھی کبھی۔ مثال کے لیے خالص محبت تھی اور کچھ نہیں۔ ابھی جو میں مثال اور فہد کا رشتہ کر رہا ہوں۔ اصل میں عفت اس پر جل بھن چکی ہے اس کے نزدیک یہ کسی شاک سے کم نہیں کہ مثال کا اتنی اچھی فیملی میں رشتہ ہو جائے اور وہ ایک شاندار زندگی گزارے گی۔"

اس نے کروٹ کے بل سوئی عفت کو ناپسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے فوری توجیہہ پیش کی۔

"اور یہ جھوٹ تھا بھی نہیں، جس دن سے یہ پرپوزل آیا تھا۔ عفت ذرا بھی خوش نہیں تھی اور جس طرح اس نے پری کو خوب بنا سنوار کر وقار اور فائزہ کے سامنے لا بٹھایا۔ اس کا اور کیا مطلب تھا۔" عدیل دل میں حساب کتاب لگا رہا تھا۔

"یہ عورت کبھی بھی مثال کے لیے اچھا نہیں سوچ سکتی۔ اتنا تو میں جانتا ہوں تو پھر اس کے بارے میں اتنی سنجیدگی سے کیوں سوچ رہا ہوں۔ مجھے صرف مثال کے لیے جلد سے جلد اس رشتے کو فائنل کرنا ہے۔" اس نے مطمئن ہو کر فیصلہ کیا اور اپنی طرف کی لائٹ آف کرتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ الگ بات کہ اسے بے چینی سی رہی اور بہت رات تک گہری نیند نہیں آسکی تھی۔

✼ ✼ ✼

اور نیند تو واثق کی آنکھوں میں بھی کہیں نہیں تھی۔ رات کو بہت دیر میں ڈاکٹر نے انہیں اسپتال سے فری کیا تھا۔ اتنی ہی دیر میں عاصمہ نڈھال ہو چکی تھی۔

اس کے جسم کا سارا لہو جیسے ان چند گھنٹوں میں نچڑ کر رہ گیا تھا۔ اس کے لب یوں سلے ہوئے تھے جیسے وہ اب کبھی کوئی بات نہیں کرے گی۔

واثق نے دو' ایک بار ماں سے اس تکلیف کے اچانک ہونے کی وجہ پوچھنے کی کوشش کی 'مگر وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھ کر رہ گئی تھی۔
واثق اس کے انداز پر ڈر سا گیا تھا۔
اس طرح تو عاصمہ نے زندگی میں صرف ایک بار ری ایکٹ کیا تھا۔ جب وہ زبیر... ان کے ساتھ فراڈ کر کے ان کا سارا اثاثہ ہتھیا کر لے گیا تھا۔
بہت سال پہلے کی بات تھی 'مگر واثق کو وہ خوف ناک خواب کے جیسا واقعہ یاد آیا۔
جس سے عاصمہ بہت سارے دن تک نہیں سنبھل سکی تھی اور پھر ہاشم ماموں آئے تھے اور پھر...
اس نے سوئی ہوئی عاصمہ کو دیکھ کر بے اختیار سر جھٹکا۔ وہ اتنے سال پرانی ان باتوں کو نہیں سوچنا چاہتا تھا 'مگر سوچے چلا جا رہا تھا اور مشال... وہ کیا سوچتی ہوگی۔
شاید اس نے انتظار کیا ہو۔ شاید نہ کیا ہو۔
لیکن میں نے اس سے کہا تو تھا کہ میں امی کو لے کر آرہا ہوں۔ اسے انتظار ہوگا... وہ مجھے جھوٹا سمجھی ہوگی۔
اس کا سیل بھی میرے پاس ہے۔ ورنہ میں اسے ضرور کال کر کے اپنی مجبوری بتا دیتا۔
وہ اب غنودگی میں جاتے دماغ کے ساتھ صرف مشال کو سوچ رہا تھا۔ وہ اس کے نیند میں اترتے دماغ میں کسی خوشنما باغیچے میں اس کا ہاتھ پکڑ کر ٹہلتی اس کی طرف دیکھتی' بڑی جان دار مسکراہٹ کے ساتھ مسکراتی چل رہی تھی۔
اس کی نظروں میں واثق کے لیے اعتماد' محبت اور خوشی تھی۔ واثق اس کو یوں مسکراتے دیکھ کر حیران تھا۔ مگر وہ بھی مسکرا رہا تھا۔
"آپ آئے نہیں شام میں' میں نے پاپا اور مما کو بتا بھی دیا تھا۔ ہم سب انتظار کرتے رہے۔ مگر آپ نہیں آئے۔" اچانک وہ کہتے آنکھوں میں آنسو لے آئی۔ واثق نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ وہ کرسی پر بیٹھا بیٹھا سو رہا تھا۔
"تو وہ میرا انتظار کرتی رہی۔ کاش میں کسی طرح اسے بتا سکتا' اب میں صبح آفس جانے سے پہلے اس کے کالج جاؤں گا۔ ایک بار اسے دیکھ لوں' اپنی مجبوری بتا دوں۔ پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ خود کو تسلی دیتے ہوئے سمجھانے لگا۔ اس کے بے چین دل کو مگر قرار نہیں تھا۔

☼ ☼ ☼

اگلے روز مشال کو تیز بخار تھا۔ وہ بے ہوش تھی۔
پوری رات خنکی میں چھت پر بیٹھے رہنے سے اس کا پورا وجود اکڑ گیا تھا۔ وہ آدھی رات کے بعد چھت سے نیچے آکر اپنے کمرے میں پلنگ پر لیٹی تھی۔
صبح وہ ناشتے کی تیاری کے لیے نہیں نکلی تو مجبوراً" عفت کو غصے میں اسے جگانے کے لئے آنا پڑا۔ مگر وہ بے ہوش تھی اور آگ کی طرح دہکتا اس کا جسم۔ ایک پل کو تو عفت بھی ڈر گئی۔ عدیل کو ڈاکٹر کو کال کر کے بلانا پڑا۔
ڈاکٹر انجکشن لگا کر اور دوا دے کر چلا گیا۔ عدیل بہت دیر تک اس کے سرہانے فکر مند بیٹھا رہا۔ وہ ہوش و خرد سے بے گانہ بے سدھ سو رہی تھی۔
اور آج پہلی بار عدیل کو لگا بہت سرسری نظر سے دیکھنے پر بھی دیکھنے والا کہہ دیتا کہ یہ مشال بشریٰ کی بیٹی تو نہیں' وہ تو بالکل بشریٰ کا عکس تھی۔

اور عدیل کو کبھی ایسا محسوس ہی نہیں ہوا تھا یا ہوا بھی ہوگا تو اس نے بشریٰ کے تصور کو جھٹلانے کے لیے اس خیال کو جھٹک دیا ہوگا۔
وہ واقعی اپنی ماں کی کاپی تھی۔
"مگر اسے اتنا شدید بخار کیوں ہوا؟" وہ خود سے الجھ رہا تھا۔
"خوش نہیں ہے مثال اس بات کو لے کر' آپ جو بھی قدم اٹھائیں سوچ سمجھ کر اٹھائیں۔ میں مزید کچھ کہوں گی تو آپ میری نیت پر شک کریں گے۔" عفت اس کو وہیں ناشتا دے کر جاتے ہوئے طنزاً "جتا گئی تھی۔
وہ جواب میں کچھ بھی نہیں بولا۔
اور یہ تو وہ طے کر چکا تھا کہ مثال خوش ہے یا نہیں' وہ فہد کے اتنے اچھے پرپوزل کو منع نہیں کرے گا۔ تھوڑا وقت لگے گا' مگر مثال اس رشتے کو قبول کر لے گی۔
"میری بیٹی سمجھ دار ہے' پھر مجھ سے بہت محبت کرتی ہے اور میرے پیار پر بھی اسے شک نہیں' ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ خود کو تسلی دے رہا تھا۔
وہ مثال کے بخار ہلکا ہونے تک وہیں بیٹھا رہا تھا۔
"آج کیا آفس سے بھی چھٹی کریں گے۔" دوسری بار چائے لے کر آتے ہوئے وہ پھر اسی طنز بھرے لہجے میں کہہ گئی۔
اور آفس سے چھٹی تو وہ نہیں کر سکتا تھا۔ آفس کے جیسے حالات چل رہے تھے' وہ ایک بھی چھٹی نہیں کر سکتا تھا۔
چائے کا خالی کپ رکھ کر اس نے مثال کا ٹمپریچر چیک کیا۔ بخار کم ہو چکا تھا اور مثال کے چہرے کی زرد رنگت بھی بہتر ہو رہی تھی۔ وہ مطمئن ہو کر عفت کو اس کے لیے پرہیزی کھانے کی تاکید کر کے آفس کے لئے نکل گیا۔
"بس ایک ہی تو اولاد ہے مسٹر عدیل احمد کی اور تو کوئی بچہ پیدا ہی نہیں کیا' جو کسی اور کی فکر ہو' دانی کے کیا حالات چل رہے ہیں۔ کچھ بھی پروا نہیں' وہ پھر سے پرانی ڈگر پر آچکا ہے' نہ پڑھتا ہے اور ٹیوٹر کو تو باہر ہی سے بھگا دیتا ہے۔ میں کچھ کہوں گی تو میری اولاد میری اولاد کہہ کر وہ طعنے ماریں گے۔" وہ بھنائی ہوئی مثال کے لیے یخنی رکھتی ہم اپنا خون جلاتی رہی۔

"مجھے کچھ کرنا ہوگا۔ مثال کا رشتہ یہاں نہیں ہونا چاہیے۔ کل ہمیں فہد کے گھر جانا ہے' ضرور کچھ نہ کچھ مجھے سوچنا ہوگا۔" وہ کام کے دوران سوچتی رہی۔

☼ ☼ ☼

وہ کالج نہیں آئی تھی۔
وہ صبح بھی آیا اور پھر دوپہر میں بھی اور پھر شام کو لائبریری بھی' مگر مثال کہیں بھی نہیں تھی۔
"وہ کہیں واقعی تو اس سے کم نہیں ہو گئی۔" اس کا دل سخت بے قرار ہو چکا تھا۔
دوبار ان کے گھر کے لینڈ لائن پر فون بھی کر چکا تھا۔ مگر ہر بار دو مختلف آوازوں نے کال ریسیو کی۔
واثق رات تک سخت مایوس ہو چکا تھا۔
وہ بہانے سے دوبار عدیل کے گھر کے باہر سے بھی گزر چکا تھا۔ مگر وہ گھر تو پتھروں کی دیواروں میں گھرا شاید مثال کو کہیں چھپا چکا تھا۔
کیا میں اسے کبھی نہیں دیکھ پاؤں گا۔ وہ مجھے اب کبھی نظر نہیں آئے گی۔ اسے لگ رہا تھا' اس کا دل بند

ہو جائے گا۔ کہیں بھی قرار نہیں آرہا تھا۔
وہ تھوڑی دیر کے لیے فیکٹری گیا۔ پھر وہاں بھی سب کام یوں ہی چھوڑ کر نکل آیا۔
شام تک یوں ہی سڑکوں پر گاڑی لیے پھرتا رہا۔
عاصمہ کی دوبارہ کال آئی اس نے مصروفیت کا کہہ کر ٹال دیا۔
"واثق صاحب اگر آپ باہر ہیں تو سائٹ پر ہو آئیں' وہاں ہمارے کلائنٹ کے نمائندے موجود ہیں' انہیں آپ کو بریف کرنا ہوگا۔ آپ ایک گھنٹے میں پہنچ جائیں گے وہاں۔" آفس سے کال تھی اور اسے ہامی بھرنی پڑی۔ اس کی جاب کون سی پرانی تھی جو وہ اپنی مرضی چلاتا اور سائٹ پر جا کر لمحے بھر کو وہ ششدر سا رہ گیا۔ ان کے کلائنٹ کا نمائندہ عدیل احمد تھا۔
جس کے چہرے پر گہری سنجیدگی اور پروقار سی خاموشی تھی۔
واثق اسے بریف کرنے کے دوران اس کی آنکھوں میں براہ راست دیکھنے سے گریز کرتا رہا کہ اس کا اعتماد ایسا کرنے سے ڈانوا ڈول ہو رہا تھا۔
"امید ہے سر آپ کو کچھ پوچھنا تو نہیں ہوگا۔" وہ اپنی کارکردگی سے مطمئن تھا' سو آخر میں روانی میں اس کے منہ سے نکل گیا۔
"نہیں... آپ کے تمام پوائنٹس میں نے نوٹ کر لیے ہیں۔ آئی تھنک میری کمپنی کو کوئی ایشو نہیں ہوگا۔ باقی جو بھی ڈیٹیل ہوگی۔ آپ کی کمپنی کو میل کر دی جائے گی' تھینکس۔" عدیل بہت نارمل سے لہجے میں آنکھوں میں جمی ہوئی سرد مہری سی لیے نارمل انداز میں واثق سے مصافحہ کر کے وہاں سے گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔
واثق اس کی گاڑی کو دور تک جاتا دیکھتا رہا۔

☼ ☼ ☼

اور ایک بار پھر عفت جل بھن کر رہ گئی۔ جب اس نے فہد کے والدین کا شاندار بنگلہ دیکھا۔
"اللہ جانے اللہ نے ان ماں' بیٹی کی ایسی کروفر والی قسمتیں کہاں لکھیں اور میری... میری بیٹی... نہیں' نہیں' میری پری کی قسمت ایسی بالکل نہیں ہوگی۔ میری پری ہی اس بنگلے میں آکر راج کرے گی۔ میرا دل کہتا ہے۔" وہ سب طرف پتھرائی نظروں سے دیکھتی دل کو جھوٹی تسلیاں دیتی رہی۔

شہر کے پوش ایریا میں شاندار ماربل لگا بنگلہ' بہت خوب صورت تھا۔ پھر اس میں سجے آرائشی ساز و سامان' پردے' فرنیچر' ڈیکوریشن' شاندار بیڈ رومز' عالی شان لاؤنج' ڈرائنگ روم' عفت کی نگاہیں بھٹک رہی تھیں۔
اور عدیل کو گھر آکر عفت کو خفگی سے بتانا پڑا کہ اس کا رویہ وقار اور فائزہ کے گھر بہت غلط تھا۔ چھچھوروں والا جیسے انہوں نے کبھی کچھ ایسا شاندار نہیں دیکھا۔
اگرچہ اس نے سیف سائیڈ کے طور پر چھچھوروں میں خود کو بھی شامل کیا تھا۔ مگر عفت جانے کس دھیان میں تھی۔ اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔
وہ خاموشی سے الماری میں کپڑے رکھتی رہی۔
دو دن بعد منگنی کا چھوٹا موٹا سا فنکشن ہے۔ گھر میں ہی ٹھیک رہے گا۔ وقار لوگوں کی طرف سے چھ سے آٹھ یا زیادہ سے زیادہ دس تک ہوں گے۔ اتنے ہی تقریباً" ہماری طرف سے ہو جائیں گے۔ کیٹرنگ کا انتظام ہوٹل سے ہو جائے گا۔ کیا خیال ہے۔" عدیل اس کی خاموشی کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔
اور عفت کو خیال آیا کہ اس کی بدحواسی کے دوران وہاں منگنی کا معاملہ بھی طے پا گیا تھا۔

"فہد آئے گا۔۔۔ میرا مطلب ہے منگنی میں۔" وہ الماری بند کر کے پاس آکر بیٹھ گئی۔
"نہیں۔۔۔ ابھی تو نہیں۔ کل وہ مجھ سے ویب پر بات کرے گا۔ بلکہ میرے خیال میں مثال بھی اس سے بات کرے تو اچھا رہے گا۔ کیسی طبیعت رہی اس کی دن بھر' دوبارہ بخار تو نہیں ہوا۔"
خیال آنے پر عدیل نے پوچھا تو عفت نے نفی میں سر ہلایا۔
"ٹمپریچر تو دوبارہ نہیں ہوا۔ بس خاموش تھی بالکل۔"
"اسے بتایا تمہاری پرسوں انگیجمنٹ ہے۔" عدیل نے کچھ خیال آنے پر پوچھا۔
"ابھی تو آئے ہیں ہم۔ وہ سو رہی تھی۔"
"چلو' صبح بتا دینا۔ ابھی اسے آرام کرنے دو۔" عدیل نے کہہ کر اپنی کتاب اٹھالی۔ عفت خاموش بیٹھی کچھ سوچتی رہی۔

☼ ☼ ☼

تین دن ہو گئے تھے وہ کالج نہیں آئی تھی۔ شام میں لائبریری بھی نہیں' واثق کو لگتا تھا وہ پاگل ہو جائے گا۔
آج تو وہ آفس بھی نہیں گیا تھا۔۔۔ بے قراری سے شام ہونے کا انتظار کرتا رہا کہ وہ لائبریری ضرور ہی آئے گی۔
مگر جب شام کے سائے گہرے ہو گئے' پرندے اپنے آشیانوں کو لوٹ گئے۔ گہری شام نے سیاہ رات کی چادر اوڑھنا شروع کی تو اسے لگا اگر آج اس نے مثال کو نہیں دیکھا یا وہ اسے نہیں ملی تو وہ اپنے ساتھ کچھ کر بیٹھے گا۔
اس نے بغیر سوچے سمجھے مثال کے گھر کی طرف چلنا شروع کر دیا۔
"اب چاہے کچھ بھی ہو۔ کچھ بھی ہو جائے گیٹ بند ہو اس کی مدر باہر نکلے یا فادر میں صاف کہہ دوں گا کہ مجھے مثال سے ملنا ہے۔ اگر انہوں نے پوچھ بھی لیا تو میں صاف بتا دوں گا۔ میں محبت کرتا ہوں اس سے ٹوٹ کر چاہتا ہوں' اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔" اسے لگ رہا تھا اس کے وجود میں کوئی جھکڑ سا چل رہا ہے اور وہ اس جھکڑ میں اڑتا چلا جا رہا ہے اور اسے لگا قسمت اس کا ساتھ دے رہی ہے۔ اس کے گھر کا گیٹ کھلا تھا۔ وہ اندر چلا گیا۔ لان میں برقی قمقمے جل رہے تھے اور سامنے اسٹیج سجا تھا۔
واثق اندھیرے سے اتنی روشنی میں آکر ٹھٹک گیا۔
وہ اجنبی نظروں سے دائیں بائیں آتے جاتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ ان میں کہیں نظر آجائے تو وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے سب کچھ کہہ ڈالے۔
وہ شکستہ قدموں سے آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا اور بے اختیار اس کے قدم ٹھٹک کر رک گئے۔
وہ لان میں لگی کرسیوں کے سامنے سجے اسٹیج کے پاس پہنچ گیا تھا۔
اسٹیج پر کافی لوگ تھے۔ اسے وہاں سے عدیل مسکراتا کسی سے بات کرتا مڑتا نظر آیا۔
واثق کو لگا عدیل نے اسے دیکھ لیا ہے۔
"میں ان سے بات کرتا ہوں کہ میں مثال سے ملنے آیا ہوں۔" وہ تیزی سے بغیر سوچے سمجھے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس کے قدم وہیں ٹھٹک کر رک گئے۔
سامنے اسٹیج پر مثال دلہن کے سے لباس میں سر جھکائے بیٹھی تھی اور اس کے ساتھ بیٹھی خاتون اس کے ساتھ ہنستے ہوئے بات کر رہی تھیں۔ اور واثق شاکڈ سا کھڑا دیکھتا رہا۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)